Al-Marjān Research Journal
Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
HJRS
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Interrelation Between Shariah Rulings and Human Nature: A Research Study in Light of the Thoughts of Imam al-Shāṭibī and Shāh Walīullāh ad-Dihlawī

احکامِ شریعت اور انسانی فطرت کا باہمی ربط: امام شاطبیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے افکار کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Authors Details

1. Muhammad Ishaq Siraj *(Corresponding Author)*
PhD in Islamic Studies, Minhaj University, Lahore, Pakistan.
Email: ishaq.seraj@gmail.com
2. Dr. Muhammad Akram Rana
Dean, Faculty of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore, Pakistan.

Citation

Siraj, Muhammad Ishaq, and Dr. Muhammad Akram Rana. " The Interrelation Between Shariah Rulings and Human Nature: A Research Study in Light of the Thoughts of Imam al-Shāṭibī and Shāh Walīullāh ad-Dihlawī."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.2, April–June (2025): 499–509.

Submission Timeline

Received: Mar 08, 2025
Revised: Mar 21, 2025
Accepted: April 12, 2025
Published Online: May 03, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

The Interrelation Between Shariah Rulings and Human Nature: A Research Study in Light of the Thoughts of Imam al-Shāṭibī and Shāh Walīullāh ad-Dihlawī

احکامِ شریعت اور انسانی فطرت کا باہمی ربط: امام شاطبیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے افکار کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

محمد اسحاق سراج☆ ڈاکٹر محمد اکرم رانا☆

Abstract

This research explores the intrinsic relationship between Islamic legal rulings (Aḥkām al-Sharīʿah) and human nature (Fiṭrah) by analyzing the scholarly perspectives of two great Islamic intellectuals—Imam al-Shāṭibī and Shāh Walīullāh ad-Dihlawī. Both thinkers emphasize that Islamic law is not externally imposed upon human beings but is rather rooted in the essential characteristics and needs of human nature. Imam al-Shāṭibī, through his seminal work al-Muwāfaqāt, elaborates on the objectives of Islamic law (Maqāṣid al-Sharīʿah), explaining that the purpose behind divine commands is the preservation and nourishment of essential human needs—both spiritual and material. Similarly, Shāh Walīullāh, in his magnum opus Ḥujjatullāh al-Bālighah, asserts that Sharīʿah is designed in harmony with human intellect, emotions, and moral intuition. He presents the laws of Islam as facilitative rather than restrictive. This research illustrates how the alignment of Sharīʿah with Fiṭrah offers a powerful rebuttal to contemporary claims that Islamic law is rigid or unnatural. In today's modern world, where the relevance of religious law is often questioned, revisiting the harmony between Sharīʿah and Fiṭrah not only reaffirms the rationality and flexibility of Islamic law but also highlights its role in fostering individual well-being, social justice, and spiritual growth. The study concludes that a proper understanding of Sharīʿah cannot be attained without acknowledging its deep roots in human nature, making it not a burden but a divine expression of mercy and wisdom.

Keywords: Shariah, Fitrah, Maqāṣid, Imam al-Shāṭibī, Shāh Walīullāh

تعارف موضوع

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی فطری ساخت، عقلی قابلیت اور روحانی ضرورتوں کے عین مطابق ہے۔ قرآن و سنت کے احکام انسانی فطرت سے نہ صرف ہم آہنگ ہیں بلکہ اس کی اصلاح و تربیت کا ذریعہ بھی ہیں۔ احکامِ شریعت کا بنیادی مقصد انسان کو روحانی، اخلاقی اور معاشرتی فلاح کی جانب رہنمائی دینا ہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ان احکام کا انسانی فطرت سے تعلق واضح ہو۔ اس سلسلے میں امام شاطبی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی علمی کاوشیں قابلِ ذکر ہیں، جنہوں نے اس باہمی ربط کو نہایت مدلل انداز میں واضح کیا ہے۔ امام شاطبی نے "الموافقات" میں شریعت کے مقاصد کو انسانی فطرت کی روشنی میں پیش کیا، جبکہ شاہ ولی اللہ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں اسلامی احکام کی عقلی اور فطری بنیادوں کو اجاگر

☆ پی ایچ ڈی اسلامیات، منہاج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

☆ ڈین، فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، منہاج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

کیا۔ ان دونوں اکابرین کا موٴقف یہ ہے کہ شریعت کا کوئی بھی حکم انسانی مزاج اور فطرت کے خلاف نہیں بلکہ اس کی تکمیل اور فلاح کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ موجودہ دور میں جب شریعت کو بعض حلقوں میں سخت اور غیر فطری سمجھا جاتا ہے، ایسے میں اس موضوع کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

احکام شریعت کی تعریف

"حکم "کا مادہ "حَکَمَ" ہے، جس کے معنی ہیں: فیصلہ کرنا، کسی چیز کو روکنا، قابو پانا۔ لغوی طور پر "حکم" کے معنی ہیں: کسی چیز کے بارے میں فیصلہ دینا یا اس کے انجام کے متعلق بات کہنا۔ فقہی اصطلاح میں "حکم شرعی" سے مراد وہ خطاب ہے جو شارع (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے مکلف بندوں کے افعال سے متعلق صادر ہو، خواہ وہ خطاب طلبی ہو یا وضعی۔

علامہ آمدی کہتے ہیں:

> **"الحكم: خطاب الله تعالى المتعلّق بأفعال المكلّفين بالاقتضاء أو التخيير أو الوضع."([1])**
>
> حکم وہ ہے: اللہ تعالیٰ کا خطاب جو مکلفین کے افعال سے متعلق ہو، خواہ طلب (یعنی وجوب یا حرمت) پر مشتمل ہو، یا اختیار (مباح)، یا وضعی (جیسے سبب، شرط، مانع) ہو۔

اس تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت کے تمام احکام دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لیے مقرر کردہ وہ ہدایات ہیں جو ان کی زندگی کو ترتیب دینے، نظم و ضبط پیدا کرنے، اور روحانی و اخلاقی نشوونما کے لیے نازل کی گئی ہیں۔ یہ احکام صرف ظاہری عبادات یا قانونی معاملات پر ہی محدود نہیں بلکہ انسانی وجود کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں۔

احکام شریعت کی اقسام

احکام شرعیہ کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے.

احکام تکلیفیہ

یعنی وہ احکام جو مکلف بندے سے کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

یہ پانچ قسموں پر مشتمل ہیں.

1. واجب (فرض)۔ جس کا کرنا لازم ہے
2. مندوب (سنت / مستحب)۔ جس کا کرنا باعث ثواب
3. مباح۔ جس کا کرنا یا نہ کرنا برابر
4. مکروہ۔ جس کا ترک بہتر ہے
5. حرام۔ جس کا کرنا ممنوع اور گناہ ہے

احکام وضعیہ

یعنی وہ احکام جو فعل کے انجام دینے یا نہ دینے کی شرائط، اسباب، یا موانع کو بیان کرتے ہیں، جیسے:

1. سبب: جیسے سورج غروب ہونا نماز مغرب کا سبب ہے
2. شرط: جیسے وضو نماز کی شرط ہے

[1] Al-Jurjānī, Sayyid Sharīf, *At-Ta'rīfāt* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1403 AH), 82.

3. مانع: جیسے حیض نماز کا مانع ہے

4. رخصت و عزیمت: جیسے مسافر کے لیے روزہ ترک کرنے کی اجازت

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں

"الأحكام الشرعية وضعت لمصالح العباد، فهي دائرة معها وجوداً وعدماً."([2])

"احکام شریعت بندوں کے مصالح کے لیے وضع کیے گئے ہیں، پس یہ مصالح کے ساتھ وجود اور عدم کے دائرے میں گھومتے ہیں"

امام شاطبی کے نزدیک احکام شریعت کا اصل مقصد انسانی مصلحت ہے، اور یہ احکام اسی وقت لاگو ہوتے ہیں جب انسانی مصلحت ان کے ساتھ مربوط ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت انسانی فطرت کو نظر انداز نہیں کرتی بلکہ اسے مرکزی حیثیت دیتی ہے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ دہلوی کے نزدیک احکام شریعت میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے

"وإنّ الله تعالى لم يشرع شيئاً من الأحكام إلا لمصلحة راجحة، تعود إلى الخلق في دنياهم أو أخراهم."([3])

"بیشک اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی حکم بغیر کسی راجح مصلحت کے مشروع نہیں کیا، اور وہ مصلحت یا تو دنیاوی اعتبار سے ہے یا اخروی اعتبار سے۔"

شاہ ولی اللہ کے مطابق شریعت کا ہر حکم کسی نہ کسی انسانی فائدے پر مبنی ہے، اور وہ فائدہ یا تو دنیا سے متعلق ہے یا آخرت سے۔ گویا احکام شریعت انسانی فطرت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں اور ان کا مقصد انسانی بھلائی ہے۔

انسانی فطرت کی تعریف اور اس کے عناصر

"فطرت" کا مادہ "فطر" ہے، جس کے لغوی معنی ہیں: کسی چیز کو ابتداءً پیدا کرنا، کھولنا یا کھول کر ظاہر کرنا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ"([4])

"جس نے آسمانوں اور زمین کو (ابتدائی بار) پیدا کیا۔"

اصطلاحاً "فطرت" سے مراد وہ جبلّی کیفیت، مزاج یا ساخت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے، جو اس کی اصل اور بنیادی طبیعت ہے۔

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں

"الفطرة هي الحالة التي يخلق عليها المخلوق في أول أمره"([5])

"فطرت وہ حالت ہے جس پر مخلوق کو ابتداءً پیدا کیا جاتا ہے"

یعنی فطرت وہ فطری نظام اور مزاجی ساخت ہے جو ہر انسان کے اندر پیدائش سے موجود ہوتی ہے، جو اس کے سوچنے، محسوس کرنے اور عمل کرنے کی بنیادی بنیاد ہے۔

[2] Ash-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, *Al-Muwāfaqāt* (Beirut: Dār Ibn ʻAffān, 1418 AH/1997), 2: 8.
[3] Shāh Walī Allāh, Aḥmad ibn ʻAbd al-Raḥīm, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha* (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1426 AH/2005), 1: 78.
[4] Al-Anʻām, 6:79.
[5] Ar-Rāghib al-Aṣfahānī, Abū al-Qāsim al-Ḥusayn, *Al-Mufradāt* (Beirut: Dār al-Qalam, 1426 AH/2005), 602.

قرآن کریم میں بھی فطرت انسانی کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ"(6)

"پس (اے نبی!) تم اپنا رخ یکسو ہو کر اس دین کی طرف رکھو جو اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی سیدھا دین ہے۔"

اس آیت میں "فطرت اللہ" کا ذکر اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ دین اسلام اور اس کے احکام انسان کی پیدائشی فطرت سے مکمل مطابقت رکھتے ہیں۔ انسان کو جیسے پیدا کیا گیا، ویسا ہی دین دیا گیا۔ کوئی خارجی جبر یا غیر فطری مطالبہ اس دین میں موجود نہیں۔ حدیث کی روشنی میں بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔

"كل مولود يولد على الفطرة، فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه."(7)

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"

یہ حدیث اس حقیقت کی دلیل ہے کہ ہر انسان کی پیدائشی حالت فطرت صحیحہ پر ہوتی ہے، یعنی وہ دین حق قبول کرنے اور سمجھنے کے لیے طبعی طور پر تیار ہوتا ہے۔ تبدیلی صرف خارجی اثرات سے آتی ہے، اصل فطرت تو اسلام کے موافق ہی ہے۔

امام شاطبی نے احکام شریعت اور فطرت انسانی کے تعلق کی وضاحت فرمائی ہے

"إن الشريعة وضعت لمصالح العباد في العاجل والآجل، موافقةً لجبلّتهم، لا على خلافها."(8)

"شریعت بندوں کی دنیا و آخرت کی مصلحت کے لیے اس طرح وضع کی گئی ہے کہ وہ ان کی فطرت کے موافق ہو، اس کے خلاف نہیں۔"

امام شاطبی کی رائے یہ ہے کہ شریعت کے احکام انسان کے داخلی فطری نظام کے مطابق ہیں۔ شریعت اور فطرت کے درمیان تضاد ممکن ہی نہیں، کیونکہ شریعت اسی ذات نے بنائی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ دہلوی کا خیال ہے کہ

"إن الإنسان مفطور على حب الخير والعدل والنظام، فكانت الشريعة إنما تنزل لتغذية هذه الفطرة وتكميلها."(9)

"انسان خیر، عدل، اور نظام سے محبت کی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے، چنانچہ شریعت اسی فطرت کو غذا دینے اور اسے مکمل کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔"

شاہ ولی اللہ کے نزدیک فطرت انسانی میں خیر و عدل کا رجحان موجود ہے اور شریعت ان رجحانات کو نکھارتی اور پختہ کرتی ہے۔ گویا شریعت فطرت کا مخالف نہیں بلکہ اس کا تکمیل کنندہ ہے۔

---

6 Ar-Rūm, 30:30.

7 Al-Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ṭawq an-Najāh, 1422 AH), Kitāb al-Janā'iz, Bāb Mā Qīla fī Awlād al-Mushrikīn, ḥadīth 1385.

8 Ash-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 11.

9 Shāh Walī Allāh, Aḥmad ibn ʻAbd al-Raḥīm, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha*, 1: 95.

احکام شریعت اور انسانی فطرت میں ہم آہنگی

شریعت اسلامیہ ایک ایسا فطری نظام حیات ہے جو انسانی جبلّت، اس کے مزاج، ضرورتوں اور عقل کے عین مطابق ہے۔

"لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" (10)

"اللہ کسی جان پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔"

یہ آیت اس اصول فطرت پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن تقاضوں کے تحت پیدا کیا، شریعت انہی تقاضوں کے مطابق نازل کی گئی ہے۔ احکام شریعت میں کوئی ایسا حکم نہیں جو انسانی فطرت کی طاقت سے باہر ہو۔ یہ شریعت اور فطرت کے درمیان ہم آہنگی کی بنیادی دلیل ہے۔ حدیث مبارکہ میں بھی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

"إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ..."(11)

"بے شک دین آسان ہے، اور جو کوئی دین میں سختی کرے گا وہ مغلوب ہو جائے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے دین کی اصل ماہیت کو "یُسر" (آسانی) سے تعبیر فرمایا۔ دین وہی کامیاب ہوتا ہے جو انسانی فطرت کی راہوں پر چلتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام شریعت میں سختی نہیں بلکہ انسانی طبائع کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

امام شاطبیؒ کا نکتہ نظر ہے کہ

"والشريعة جارية في التكليف بمقتضى العقل والفطرة، لا تخرج عنهما أصلاً."(12)

"شریعت عقل اور فطرت کے تقاضوں کے مطابق تکلیف دیتی ہے، ان دونوں سے کبھی باہر نہیں نکلتی۔"

امام شاطبی کا یہ نظریہ بہت واضح ہے کہ شریعت کے تمام احکام انسانی عقل اور فطرت کے دائرے میں آتے ہیں۔ نہ یہ شریعت غیر معقول ہے اور نہ ہی غیر فطری۔ اس لیے کسی بھی حکم کو عقل یا جبلّت کے خلاف قرار دینا درحقیقت شریعت کی غلط فہمی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کی وضاحت بھی ایسی ہی ہے

"إن الشريعة جاءت على مقتضى الفطرة، بل هي فطرة كاملة مهذبة."(13)

"شریعت فطرت کے تقاضوں پر آئی ہے، بلکہ یہ خود مکمل اور مہذب فطرت ہے۔"

شاہ ولی اللہ شریعت کو ایک مثالی فطرت قرار دیتے ہیں، جو انسانی طبیعت کی بہترین تربیت کرتی ہے۔ ان کے نزدیک شریعت فطرت کی مخالفت نہیں بلکہ اس کی ارتقاء یافتہ شکل ہے۔ انسان فطری طور پر انصاف، صفائی، نظم، تحفظ، عبادت، خیر خواہی، اور محبت کا متلاشی ہوتا ہے۔ اسلام نے انہی فطری تقاضوں کو عبادات، معاملات، اخلاق، اور معاشرتی ضوابط میں ڈھالا ہے نماز انسان کے روحانی سکون اور توجہ کی فطری ضرورت ہے۔ روزہ ضبط نفس اور تطہیر باطن کی فطری رغبت کو سہارا دیتا ہے۔ زکوٰۃ باہمی ہمدردی اور مال کی تقسیم کا فطری جذبہ۔ حج اجتماعیت، بندگی، اور قربانی کے جذبے کی تکمیل۔ یہ تمام احکام انسانی فطرت کی گہرائیوں میں پیوست ہیں۔

---

10 Al-Baqara, 2:286.

11 Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ṭawq an-Najāh, 1422 AH), Kitāb al-Īmān, ḥadīth 39.

12 Ash-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 12.

13 Shāh Walī Allāh, Aḥmad ibn ʿAbd al-Raḥīm, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha*, 1: 97.

(الف) نکاح کی مثال:

"وَمِنْ آيَاتِه أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا..." (14)

"اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم میں سے جوڑے بنائے۔"

نکاح انسانی فطرت کا لازمی تقاضا ہے۔ شریعت نے نکاح کے ذریعے انسانی خواہش کو مہذب، پاکیزہ، اور ضابطے کے اندر لایا۔

(ب) قصاص کی مثال:

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ..." (15)

"اور قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے۔"

انسانی فطرت میں انتقام اور انصاف کا جذبہ ہے، شریعت نے اس جذبے کو قصاص جیسے قانون کے ذریعے قابو میں رکھا اور اسے زندگی بخش بنایا۔ قرآن اس کی وضاحت فرماتا ہے

"يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"(16)

"اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔"

یہ آیت روزے کے حکم کے سیاق میں نازل ہوئی، مگر اصول عام ہے کہ شریعت کا ہر حکم انسانی آسانی اور فطرت کے موافق ہے۔ اگر کسی وقت سختی ہو تو رخصت کا راستہ موجود ہے جیسے مسافر و مریض کے لیے روزے میں چھوٹ۔

"مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ"(17)

"اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔"

یہ اصولی اعلان ہے کہ شریعت کا کوئی بھی حکم انسانی فطرت اور طاقت سے متجاوز نہیں۔ ہر حکم میں توازن، آسانی، اور سہولت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ امام شاطبیؒ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے

"فكل ما غلب فيه جانب المشقة كان خارجا عن مقصود الشارع، ولا يكون مطلوباً شرعاً."(18)

"ہر وہ عمل جس میں مشقت کا پہلو غالب ہو، وہ شارع کے مقصود سے خارج ہے اور شرعاً مطلوب نہیں۔"

یہ اصول اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ اگر کوئی عمل اس حد تک سخت ہو جائے کہ وہ انسانی فطرت کو توڑنے لگے، تو وہ شریعت کا مقصد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اصل مقصد سہولت، اعتدال اور توازن ہے۔

اس حوالے سے شاہ ولی اللہؒ کا بھی اصولی بیان ہے کہ

"إن الشريعة لم تأت لإعنات الناس، بل لمصالحهم، ولتكميل فطرتهم."(19)

"شریعت انسانوں کو مشقت میں ڈالنے کے لیے نہیں آئی، بلکہ ان کے مصالح کے لیے، اور ان کی فطرت کو مکمل کرنے کے لیے۔"

---

[14] Al-Baqara, 2:21.
[15] Al-Baqara, 2:179.
[16] Al-Baqara, 2:185.
[17] Al-Ḥajj, 22:78.
[18] Ash-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 20.
[19] Shāh Walī Allāh, Aḥmad ibn ʻAbd al-Raḥīm, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha*, 1: 115.

شاہ ولی اللہؒ یہاں دو بنیادی نکات واضح کرتے ہیں

1. شریعت انسان کی مصلحت پر مبنی ہے۔

2. شریعت انسان کی فطرت کی تکمیل اور ارتقاء کے لیے نازل ہوئی ہے، نہ کہ اس کو دبانے یا کچلنے کے لیے۔

(الف) تیمم کی رخصت کی مثال:

"فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا"[20]

"پس جب تم پانی نہ پاؤ تو پس تیمم کرلو"

جب پانی میسر نہ ہو یا بیمار ہو، تو وضو کے بجائے تیمم کی اجازت دینا انسانی طبیعت کی رعایت ہے۔ اگر شریعت انسان پر بوجھ ڈالتی تو پانی نہ ہونے کی صورت میں نماز ترک کرنے کا حکم دیتی یا سختی سے پانی کے حصول پر زور دیتی، مگر ایسا نہیں۔

(ب) قصر نماز کی مثال:

سفر کی حالت میں نماز کو آدھا کر دینا (قصر)، اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ انسانی جسم و دماغ سفر کے دوران مشقت میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا شریعت نے ان کے حق میں آسانی دی۔

(ج) قرض دار کے لیے نرمی کا حکم:

"وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ"[21]

"اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے فراخی تک مہلت دی جائے۔"

شریعت معاشی معاملات میں بھی انسان کے حالات اور طبیعت کا لحاظ رکھتی ہے۔ تنگ دست کو زبردستی ادائیگی پر مجبور نہیں کیا گیا۔

احکامِ شریعت انسانی فطرت پر بوجھ نہیں، بلکہ اس کی سہولت کے لیے ہیں

شریعت اسلامیہ کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ اس کے تمام احکام انسانی فطرت کے مطابق، اس کی استعداد کے دائرے میں، اور اس کے فائدے کے لیے نازل ہوئے ہیں۔ شریعت کا کوئی بھی حکم ایسا نہیں جس کا مقصد انسان کو محض آزمانا یا تکلیف میں ڈالنا ہو، بلکہ ہر حکم کے پیچھے مصلحت، حکمت اور فطرت سے ہم آہنگی کارفرما ہے۔ جیسے قرآنی اصول ہے کہ

"لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا"[22]

"اللہ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔"

یہ اصولی قاعدہ ہے کہ شریعت کا ہر حکم انسانی طاقت اور برداشت کے دائرے میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایسا حکم بظاہر سخت محسوس ہو تو اس کے ساتھ رخصت اور سہولت بھی دی گئی ہے۔

امام شاطبیؒ نے نظریہ سہولت کی وضاحت فرمائی ہے

"إنّ التكليف الشرعي موضوع على التيسيرورفع الحرج، لا على المشقة الزائدة."[23]

"شرعی تکلیف کا مقصد آسانی اور حرج کا ازالہ ہے، نہ کہ اضافی مشقت ڈالنا۔"

[20] An-Nisā', 4:43.
[21] Al-Baqara, 2:280.
[22] Al-Baqara, 2:286.
[23] Ash-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 21.

امام شاطبیؒ وضاحت کرتے ہیں کہ شارع (اللہ تعالیٰ) نے احکام ایسے انداز سے مقرر کیے ہیں کہ وہ انسانی زندگی کے لیے آسانی پیدا کریں، مشقت نہ ڈالیں۔

شاہ ولی اللہؒ کی فکری بصیرت آسانی وسہولت کے حوالے سے واضح ہے

"وما جاءت الشريعة إلا لمصالح الخلق، فكل ما يحقق مصلحة العبد فهو من الشريعة، وكل ما فيه مشقة لا مصلحة فيه فليس منها."([24])

"شریعت مخلوق کے مصالح کے لیے آئی ہے۔ جو چیز بندے کے لیے مصلحت رکھتی ہے، وہ شریعت کا حصہ ہے، اور جس چیز میں محض مشقت ہو اور کوئی مصلحت نہ ہو، وہ شریعت سے نہیں۔"

یہ بیان واضح کرتا ہے کہ شریعت کا مقصد انسان کی فطرت وفلاح ہے، نہ کہ اسے اذیت دینا یا اس پر بوجھ ڈالنا۔

(الف) نماز میں قیام سے معذوری:

"فَصَلِّ قَائِمًا، فَإِن لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِن لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنبٍ"([25])

"نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، اور اگر وہ بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل۔"

یہ حدیث مبارکہ انسانی فطرت کے ساتھ شریعت کی نرمی اور رعایت کی اعلیٰ مثال ہے۔ انسان کی طاقت کے مطابق طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

(ب) زکوٰۃ میں نصاب:

زکوٰۃ صرف مالدار پر فرض ہے۔ غریب پر کوئی مالی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ اس سے واضح ہے کہ شریعت مالدار سے بھی اتنا ہی مال لیتی ہے جتنا اس کے لیے سہولت سے ممکن ہو۔

(ج) روزے میں افطار کی اجازت:

"فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ"([26])

"شریعت انسان کی صحت وحالات کو دیکھ کر ایسی رخصتیں دیتی ہے کہ بندہ خود کو مجبور ومظلوم نہ سمجھے بلکہ سہولت محسوس کرے۔"

جدید نفسیاتی تائید

جدید نفسیات بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ فطرت سے ہم آہنگ قوانین انسان کو ذہنی وجسمانی سکون دیتے ہیں، جبکہ اس کے خلاف قوانین ذہنی الجھن اور اضطراب کا باعث بنتے ہیں۔ شریعت کے احکام چونکہ فطرت کے عین مطابق ہیں، اس لیے یہ انسان کے لیے راحت واطمینان کا ذریعہ بنتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کے تمام احکام، اصولی اور فروعی، انسانی فطرت کو سہولت دینے، اس کی اصلاح وارتقاء اور سکون وفلاح کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ان میں مشقت ہے تو اس کے ساتھ نرمی ہے، فرض ہے تو ساتھ رخصت بھی ہے، ذمہ داری ہے تو ساتھ سہولت بھی ہے۔ یہ تمام تر شریعت کی فطرت انسانی سے ہم آہنگی کی دلیل ہے۔

[24] Shāh Walī Allāh, Aḥmad ibn ʿAbd al-Raḥīm, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha*, 1: 118.

[25] Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ṭawq an-Najāh, 1422 AH), Kitāb at-Tayammum, ḥadīth 1117.

[26] Al-Baqara, 2:184.

احکام شریعت انسانی فطرت کی بنیادی ضرورت ہیں

احکام شریعت صرف اختیاری امور نہیں، بلکہ انسان کی بقا، سکون، توازن، اور ارتقاء کے لیے ایک فطری، معاشرتی اور روحانی ضرورت ہیں۔ جیسے انسان کو سانس، خوراک اور پانی کی ضرورت ہے، ویسے ہی صحیح زندگی گزارنے، مقصد حیات کو پہچاننے اور فطری صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے الٰہی احکام کی رہنمائی ناگزیر ہے۔

(الف) شاہ ولی اللہ کا موقف:

"فإنّ الإنسان مركب من عقل وشهوة، فلا بدّ له من قانون يردعه إذا طغت شهوته، ويهديه إذا ضلّ عقله، والشريعة جاءت لتحقيق هذا المقصود."([27])

"انسان عقل اور خواہش کا مرکب ہے، لہٰذا اسے ایک ایسے قانون کی ضرورت ہے جو خواہشات کے طغیان کو روکے اور جب عقل بھٹکے تو اسے ہدایت دے، اور شریعت اسی مقصد کے لیے آئی ہے۔"

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ احکام شریعت انسان کے نفس، عقل اور خواہشات کے درمیان توازن پیدا کرتے ہیں، جو فطری ضرورت ہے۔

(ب) امام شاطبیؒ کی توضیح:

"إنّ الشريعة وضعت لحفظ الضروريات، والحاجيات، والتحسينيات، وهذه الحاجات لا تستقيم الحياة بدونها."([28])

"شریعت کا مقصد ضروریات، حاجات اور تحسینیات کی حفاظت ہے، اور ان ضروریات کے بغیر زندگی کا نظام درست نہیں رہ سکتا۔"

امام شاطبیؒ کی بیان کردہ "ضروریات خمسہ" (دین، جان، مال، عقل، نسل) کی حفاظت ہی شریعت کا بنیادی ہدف ہے، جو انسان کی فطری اور معاشرتی ضرورت ہے۔

(ج) فطری شعور اور قانون الٰہی:

"فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا"([29])

"یہ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا۔"

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کی فطرت اور اللہ کی شریعت میں مطابقت ہے۔ جو نظام شریعت اللہ نے دیا ہے، وہ اسی فطرت کا اظہار اور اس کی رہنمائی ہے۔

(د) جدید فلسفہ قانون کی تائید:

آج کے فلسفہ قانون (Natural Law Theory) میں بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ قانون وہی قابل عمل ہوتا ہے جو انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہو۔ شریعت چونکہ مکمل طور پر فطرت کے مطابق ہے، اس لیے یہ انسان کے لیے ناگزیر ہے۔

---

[27] Shāh Walī Allāh, Aḥmad ibn ‘Abd al-Raḥīm, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha*, 1: 110.
[28] Ash-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, *Al-Muwāfaqāt*, 2: 10.
[29] Ar-Rūm, 30:30.

احکام شریعت کی اہمیت

شریعت کے احکام محض مذہبی عبادات یا نظریاتی اصول نہیں، بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہیں جن کے بغیر نہ فرد کی اصلاح ممکن ہے نہ معاشرے کا استحکام۔

(الف) قرآن مجید کی گواہی:

"وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ"[30]

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔"

یہ آیت شریعت کے احکام پر عمل نہ کرنے کو ظلم قرار دیتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے احکام عدل، توازن اور انسانی فلاح کی بنیاد ہیں۔

(ب) امام شاطبیؒ کا موقف:

"لا قيام للدين إلاّ بالعمل بالأحكام، ولا قيام للدنيا إلاّ بها أيضاً."[31]

"نہ دین قائم ہو سکتا ہے اور نہ دنیا، جب تک احکام شریعت پر عمل نہ ہو۔"

یہ جامع جملہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ شریعت کا نظام صرف آخرت کے لیے نہیں بلکہ دنیا کے نظام کے قیام کے لیے بھی ضروری ہے۔

(ج) شاہ ولی اللہؒ کا بیان:

"الأحكام الشرعية نزلت لتقويم النفس وتزكيتها، وهي ضرورية لتكميل الإنسانية."[32]

"شرعی احکام نفس کو سنوارنے اور پاکیزہ کرنے کے لیے نازل ہوئے، اور یہ انسانی کمال کے لیے ضروری ہیں۔"

خلاصہ بحث

اس تحقیقی مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ احکام شریعت اور انسانی فطرت کے درمیان گہرا اور فطری ربط موجود ہے۔ امام شاطبی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے افکار اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں کہ شریعت انسان پر بوجھ نہیں بلکہ اس کی فطری، اخلاقی اور روحانی ارتقاء کا ذریعہ ہے۔ شریعت کے احکام عقل، جذبے، اور فطری وجدان کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔ جب انسانی فطرت شریعت کے مطابق ڈھلتی ہے تو فرد اور معاشرہ دونوں فلاح و سکون حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے شریعت کو ایک سخت اور خارجی نظام کے بجائے ایک فطری اور رحمت پر مبنی ضابطۂ حیات سمجھنا چاہیے۔ آج کے دور میں اس پیغام کو عام کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ شریعت سے بیزاری اور بدگمانی کو ختم کر کے اس کی فطری اور انسانی بنیادوں کو اجاگر کیا جا سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāt, 1422 AH.
* Al-Jurjānī, Sayyid Sharīf. *At-Ta‘rīfāt*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1403 AH.
* Ar-Rāghib al-Aṣfahānī, Abū al-Qāsim al-Ḥusayn. *Al-Mufradāt*. Beirut: Dār al-Qalam, 2005.
* Ash-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm. *Al-Muwāfaqāt*. Beirut: Dār Ibn ‘Affān, 1997.
* Shāh Walī Allāh, Aḥmad ibn ‘Abd al-Raḥīm. *Ḥujjat Allāh al-Bāligha*. Beirut: Dār Ibn Kathīr, 2005.

[30] Al-Mā’ida, 5:45.
[31] Ash-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, *Al-Muwāfaqāt*, 1: 89.
[32] Shāh Walī Allāh, Aḥmad ibn ‘Abd al-Raḥīm, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha*, 1: 125.